روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
جمعرات 7 مئی 2015ء 17 رجب 1436 ہجری 7 ہجرت 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 104

اَحد ، اَحد

حضرت بلالؓ کو اسلام لانے کے جرم میں ان کا آقا امیہ بن خلف سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ریت پر لٹا کر ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ اور کہتا اگر زندگی چاہتے تو اللہ کا انکار کرو مگر آپ اس حالت میں بھی احد احد کہتے چلے جاتے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو اس شدید اذیت میں مبتلا دیکھا تو خرید کر آزاد کر دیا۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 9۔ از ابن اثیر)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مصائب اور شدائد کا آنا نہایت ضروری ہے۔ کوئی نبی نہیں گزرا جس کا امتحان نہیں لیا گیا۔ جب کسی کا کوئی عزیز مرجاتا ہے تو اس کے لئے یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ ایک پہلو پر جانے والے لوگ مشرک ہوتے ہیں۔ آخر خدا کی طرف قدم اٹھانے اور حقیقی طور پر ......(الفاتحہ:6) والی دعا مانگنے کے یہی معنی تو ہیں کہ خدایا وہ راہ دکھا جس سے تو راضی ہو اور جس پر چل کر نبی کامیاب اور بامراد ہوئے۔ آخر جب نبیوں والی راہ پر چلنے کے لئے دعا کی جاوے گی تو پھر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے اور ثابت قدمی کے واسطے خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہنا چاہئے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ صحت و عافیت بھی رہے۔ مال و دولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی و جانی آرام بھی ہوں۔ کوئی ابتلاء بھی نہ آوے اور پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جاوے وہ ابلہ ہے۔ وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا ہے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ پر دیکھو کیسا نازک ابتلاء آیا تھا اور پھر اس کے بعد سب نبیوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا۔ یہاں تک کہ (-) نبی کریم ﷺ کا زمانہ آگیا۔ دیکھو ان کو پیدا ہوتے ہی یتیمی کا سامنا ہوا۔ یتیمی بھی تو بری بلا ہے خدا جانے کیا کیا دکھ اٹھائے اور پھر دعویٰ کرتے ہی مصیبتوں کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ یاد رکھو انبیاء کا دوسرا نام اہل بلاء و اہل ابتلاء بھی ہے۔ ابتلاؤں سے کوئی نبی بھی خالی نہیں رہا۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 335)

قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ابتلاء آویں جیسے فرمایا احسب الناس ...... (العنکبوت:3) یعنی کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف آمنا کہنے سے چھوڑے جائیں اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں۔ انبیاء علیہم السلام کو دیکھو۔ اوائل میں کس قدر دکھ ملتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف دیکھو کہ آپ کو زندگی میں کس قدر دکھ اٹھانے پڑے۔ طائف میں جب آپؐ گئے تو اس قدر آپؐ کو پتھر مارے کہ خون جاری ہو گیا۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے۔ میں کلام کرتا ہوں اور لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور کہا کہ اے میرے رب میں اس دکھ پر صبر کروں گا جب تک کہ تو راضی ہو جاوے۔ (ملفوظات جلد دوم ص 298)

امتحان یا آزمائش کی اصل غرض یہ ہوتی ہے تا کہ حقائق مخفیہ کا اظہار ہو جاوے اور شخص زیر امتحان پر اس کی حقیقت ایمان منکشف ہو کر اسے معلوم ہو جاوے کہ وہ کہاں تک اللہ کے ساتھ صدق و اخلاص و وفا رکھتا ہے اور ایسا ہی دوسرے لوگوں کو اس کی خوبیوں پر اطلاع ملے۔
(ملفوظات جلد دوم ص 376)

اللہ تعالیٰ تمحیص کرنا چاہتا ہے کہ جیسا دوسرے پیروں کا حال ہے ہمارے پاس بھی ہر طرح کے گندے اور ناپاک لوگ شامل نہ ہو جاویں۔ اس واسطے اس قسم کے ابتلاء بھی درمیان میں آجاتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم ص 206)

لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ وتزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا۔ قرآن شریف کو دیکھو کہ خدا کس طرح پر راضی ہو۔ جب تک نبیوں کی طرح تم پر مصائب و زلازل نہ آویں جنہوں نے بعض اوقات تنگ آکر یہ بھی کہہ دیا حتٰی یقول الرسول...... (البقرہ:215) اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے۔ پھر خدا نے ان کو قبول کیا۔
(ملفوظات جلد اول ص 17)

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 309)

واقفین عارضی کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ارشاد فرماتے ہیں۔

’’عارضی وقف کی ضرورت بہت ہے۔ بات یہ ہے کہ ...... جماعت سمجھتی ہے کہ اصلاح وارشاد کا کام مربیوں کا ہے حالانکہ ہر احمدی کو بڑی توجہ کے ساتھ اصلاح وارشاد کا کام کرنا چاہئے۔ یہ توجہ پیدا کرنے کیلئے اور جماعت میں اصلاح و ارشاد کا شوق پیدا کرنے کیلئے میں نے عارضی وقف کی سکیم جاری کی ہے۔‘‘

(رپورٹ مجلس مشاورت 1966ء ص 14)

نیز اپنے ایک خطبہ جمعہ آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

’’بہت سی جماعتوں کے متعلق ایسی شکایتیں بھی آتی رہتی ہیں کہ ان میں بعض دوست ایمانی لحاظ سے یا جماعتی کاموں کے لحاظ سے اتنے چست نہیں ہوتے جتنا ایک احمدی کو ہونا چاہئے۔ ان دوستوں سے ایسے احباب کی اصلاح وارشاد کا کام لیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ وہ ایسی جماعتوں کے سست اور غافل افراد کو چست کرنے کی کوشش کریں۔‘‘

(الفضل 23 مارچ 1966ء)

(مرسلہ: ایڈیشنل نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی ربوہ)

☆.................☆.................☆

ماہر امراض معدہ وجگر کی آمد

مکرم ڈاکٹر محمد محمود شیخ صاحب ماہر امراض معدہ وجگر Gastroenterologist مورخہ 10 مئی 2015ء کو فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔ ضرورت منداحباب وخواتین سے گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف سے استفادہ کے لئے پرچی روم سے اپنی پرچی بنوالیں اور مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

پبلشر وپرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاءالاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

IAAAE کا 33واں سالانہ کنونشن 2015ء

IAAAE کا 33واں سالانہ کنونشن اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے مورخہ 18۔اپریل 2015ء کو شام 6:15 بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے آڈیٹوریم میں انجینئر شیخ حارث احمد صاحب چیئرمین IAAAE کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس اجلاس میں لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، ربوہ، بہاولپور، سرگودہا، فیصل آباد، واہ کینٹ، منڈی بہاؤالدین، گوجرانوالہ، گجرات، مردان، ڈیرہ غازی خان، سیالکوٹ، نارووال، شیخوپورہ، ملتان، ساہیوال، کراچی، کینیڈا اور آسٹریلیا سے 200 ممبرز اور سٹوڈنٹس نے شرکت کی۔ اس کنونشن کا موضوع حضور پرنور کے IAAAE کے نئے منظور شدہ logo کی روشنی میں Serving Humanity یعنی خدمت انسانیت تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ کے بعد آرکیٹیکٹ قاسم ابراہیم صاحب کی presentation سے ہوا جو کہ خدمت انسانیت پر تھی۔ دوسری presentation انجینئر لقمان احمد نظام صاحب واہ کینٹ کی سولر واٹر ریفریجریٹر پر تھی۔ 7سٹوڈنٹس نے اپنی اپنی فیلڈ سے متعلق presentations پیش کیں جن میں قرۃ العین، اعزاز احمد، محمد عبداللہ، شاباب طارق، عاصم محمود، رضوان اللہ، نوشین شامل تھے۔ اس کے بعد آرکیٹیکٹ سلمان محمود صاحب لاہور نے ایوب پارک راولپنڈی پراجیکٹ پر presentation دی۔ باجماعت نمازوں (مغرب وعشاء) اور چائے کے وقفہ کے بعد بقیہ 6 سٹوڈنٹس عبد الواسع، فاطمہ خان، عطیۃ الرحمٰن، انعم محمود، عاکف قدوس اور امۃ المصور حنا نے معلوماتی presentations دیں۔

اس سیشن کے آخری مہمان بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر مؤدت حسین رانا صاحب راولپنڈی سے تھے۔ موصوف پاکستان آرمی میں Chief Psychiatrist رہ چکے ہیں اور دو سال قبل بھی IAAAE کے کنونشن میں شمولیت اختیار کر چکے ہیں۔ انہوں نے Professionalism کے موضوع پر پُر اثر اظہار خیال کیا اور حاضرین کے سوالوں کے دلچسپ جوابات دیئے۔

پروگرام کے آخر میں جناب ڈاکٹر مؤدت حسین رانا صاحب کو محترم چیئرمین صاحب نے اعزازی شیلڈ پیش کی اور اختتامی کلمات کے بعد دعا کروائی۔ رات کا کھانا (take away) دیا گیا۔

دوسرے روز صبح 9:15 پر سیشن مکرم پروفیسر رفیق احمد ثاقب صاحب، واقف زندگی کی زیر صدارت تلاوت وانگریزی ترجمہ سے شروع ہوا۔ راولپنڈی، اسلام آباد، لاہور اور واہ کینٹ کے طلباء حبان احمد، سمبل شہزاد، سحر منیر، محمد حمزہ ہاشمی، شکیب احمد، فراز طاہر اور ذیشان احمد نے اپنی اپنی presentations پیش کیں۔ اس کے بعد انجینئر اسد بشیر صاحب اسلام آباد نے presentation پیش کی۔ اگلے موضوع گھر کے لئے سادہ اور روایتی آرکیٹیکچر پر آرکیٹیکٹ مدثر احمد صاحب نے محنت سے تیار presentation دی۔ ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے Humanity First پاکستان کے تحت تھر، سندھ میں پینے کے پانی کے کامیاب پراجیکٹ کے بارہ میں presentation دی۔ سارے ہاؤس نے ان کی کاوشوں کو سراہا۔ چیئرمین نے IAAAE کی جانب سے HF پاکستان کو مکمل ٹیکنیکی اور Voluntary سروسز کی پیشکش کی۔ آرکیٹیکٹ قاسم ابراہیم صاحب نے بچوں کی جدید تعلیم اور جدید آرکیٹیکچر پر لیکچر دیا۔ سیشن کے اختتام پر مکرم رفیق احمد ثاقب نے خطاب میں سٹوڈنٹس کی کاوشوں کو سراہا اور کنونشن کے کامیاب انعقاد پر منتظمین کو مبارکباد دی۔ دعا سے یہ سیشن انجام پذیر ہوا۔

چائے کے وقفہ کے بعد آخری اجلاس مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب پیٹرن IAAAE کی زیر صدارت شروع ہوا۔ انجینئر احمد ذیشان بھٹی صاحب نے ربوہ کے مختلف واٹر سپلائی سیمپلز کے رزلٹس اور ان میں موجود نمکیات پر presentation دی اور گھریلو پانی کو قابل استعمال بنانے کے طریق بتائے۔ انجینئر جلال صادق صاحب راولپنڈی نے ریسرچ اور ڈویلپمنٹ پر presentation دی۔ اس اجلاس میں انجینئر تنویر مجتبیٰ صاحب، فنانس سیکرٹری کی فنانس رپورٹ 2014ء اور بجٹ 2015ء پیش کی۔ اس کے بعد انجینئر شیخ حارث احمد صاحب، چیئرمین نے سالانہ رپورٹ پیش کی جس میں IAAAE کی سارے سال کی کارگزاری اور ممبران کی سروسز کا تذکرہ کیا گیا۔ انہوں نے انجینئر فاروق احمد خان صاحب مرحوم صدر پشاور چیپٹر کی وفات کے بارہ میں قرارداد تعزیت پیش کی۔ اس کے بعد حضور پرنور کا پیغام برائے کنونشن پڑھ کر سنایا۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے اعزاز پانے والے ممبران کو اعزازی شیلڈز سے نوازا۔ تمام presenters (سینئرز اور سٹوڈنٹس) کو شیلڈز کے ساتھ ساتھ سرٹیفکیٹس بھی دیئے۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں ممبران کی خدمات کو سراہا۔ چیئرمین نے تمام مہمانان، انجینئرز، آرکیٹیکٹس اور تمام سٹوڈنٹس کا شکریہ ادا کیا اور انتظامیہ کا بھی خاص ذکر کیا جن کے تعاون سے یہ پروگرام کامیاب ہوا۔ سیشن کا اختتام دعا سے ہوا جو کہ پیٹرن صاحب نے کروائی۔

تمام شرکاء کو ایک ایک سوونیئر دیا گیا۔ طعام اور گروپ فوٹو کا انتظام بیوت الحمد پارک میں کیا گیا تھا۔ طعام کے بعد نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔ ایک feedback فارم بھی پُر کرایا گیا۔ کل حاضری 287 تھی اور 21 شہروں، 15 چیپٹرز اور پاکستان کے علاوہ 2 ممالک کی نمائندگی تھی۔ اس دفعہ جامعہ احمدیہ کے طلبہ کے ساتھ نصرت جہاں اکیڈمی گرلز اور بوائز نیز ناصر ہائی سکول کے طلبہ واساتذہ نے بھی شرکت کی۔

خواتین کے لئے طاہر ہارٹ کے آڈیٹوریم میں پردہ لگا کر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا اور خواتین نے اپنی presentations اپنی جگہ سے ہی پیش کیں۔ رہائش کا انتظام دارالضیافت میں کیا گیا تھا۔ سارے انتظامات ربوہ چیپٹر کے ممبران نے سرانجام دیئے اور میزبانی کے فرائض خوب نبھائے۔

اس کنونشن کی ایک خاص بات اس کے پروگراموں کی انٹرنیٹ پر live streaming تھی۔ یہ سارا پروگرام 18۔اپریل شام 6 بجے تا 19 اپریل دوپہر 3 بجے تک تمام دنیا کے طول وعرض تک پہنچا اور دیکھا گیا۔ اب تک کی اطلاع کے مطابق 202 افراد نے اسے دیکھا جن کا تعلق نہ صرف پاکستان کے دیگر شہروں بلکہ امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، عرب ممالک، جرمنی، فن لینڈ، ہالینڈ، آسٹریلیا اور افریقہ سے ہے۔ اس پروگرام کو کامیاب کرنے میں IAAAE کی ٹیم کے ساتھ طاہر ہارٹ، Skylite Communications، MTA اور روزنامہ الفضل ربوہ کی معاونت شامل رہی اور یہ تمام احباب بھی خصوصی دعاؤں کے محتاج ہیں۔

☆.........☆.........☆

غزل

شام کے ڈھلنے کا منظر کون دیکھے گا یہاں
کون آئے گا یہاں پر کون دیکھے گا یہاں

زخم تازہ ہیں ابھی تو سینۂ صد چاک کے
کون جھانکے دل کے اندر کون دیکھے گا یہاں

خاک میں سوئے پڑے ہیں پھول سے چہرے یہاں
یاد کر کے ان کو دم بھر کون دیکھے گا یہاں

اس گماں سے ضبط کر کے پی لیا دو گھونٹ میں
آنسوؤں کا یہ سمندر کون دیکھے گا یہاں

تھک گئے جب ہاتھ تو آواز دیتا رہ گیا
کون منصف ہے یہاں پر کون دیکھے گا یہاں

جو لکھا اپنے مقدر میں اسے ہونا تو ہے
کیا ہے لیکن یہ مقدر کون دیکھے گا یہاں

ایک دن تیرا مغنی بے صدا ہو جائے گا
ایک لمحہ رُخ پلٹ کر کون دیکھے گا یہاں

عبدالکریم خالد

قرارداد لاہور 1940ء اور چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

قائداعظم کی قیادت میں الگ وطن کا مطالبہ پروان چڑھنے لگا

مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں انگریزوں کے دور حکومت کے دوران آزادی ہند کی تحریک ایک لمبے عرصہ تک جاری رہی اور اس میں ہندوستان کی تمام اہم قوموں یعنی ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں نے مل جل کر حصہ لیا یہاں تک کہ مسلمانوں کے عظیم اور ممتاز لیڈر محمد علی جناح ہندو مسلم اتحاد کے سفیر کہلاتے تھے اور انہوں نے پورے عزم اور خلوص سے بھرپور کوشش کی کہ ہندو لیڈر بشمول گاندھی اور نہرو مسلمانان ہند کی بھی بہتری اور حقوق کا خیال کریں تا کہ آزادی ہند کی تحریک کو مل جل کر کامیاب بنایا جاسکے لیکن جیسا کہ مختلف واقعات اور حالات سے ثابت ہوتا رہا ہندوؤں کی تنگ نظری، مسلم دشمنی، خود غرضی اور بعض اپنوں کی بیگانگی نے بھی محمد علی جناح اور مسلمانوں کو یہاں تک مایوس کیا کہ آخرکار عظیم مسلمان لیڈر محمد علی جناح ہندوستان چھوڑ کر انگلینڈ میں سکونت پذیر ہوگئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود کے دردمند دل کی خواہش اور پُرحکمت کاوش کا نتیجہ تھا کہ محمد علی جناح ہندوستان واپس آنے پر رضامند ہوگئے اور اس طرح 1934ء میں مسلمانان ہند کو پھر سے ان کا عظیم لیڈر یعنی قائداعظم میسر آگیا۔

ہندو کی عیاری آخر مسلمانوں کی بیداری کا باعث بن گئی

سابق سول سرونٹ اور معروف قلمکار اور مصنف شوکت علی شاہ اپنے کالم حرمت حروف میں تحریر کرتے ہیں۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ انگریز کا جانا ٹھہر گیا ہے۔ صبح گیا کہ شام گیا تو مسلمانوں نے مقدور بھر کوشش کی کہ ملک تقسیم نہ ہو۔ انہیں آئینی تحفظات درکار تھے جس پر ہندو کسی طور راضی نہ ہوئے۔ وہ انہیں عددی اکثریت کے بل بوتے پر سیاسی، سماجی اور معاشی طور پر نیست و نابود کرنا چاہتے تھے۔ چالاک بنئے کے ذہن کو پڑھتے ہوئے اور اس کی چالوں کو سمجھتے ہوئے جب مسلمانوں نے الگ ملک کا مطالبہ کیا تو ہندوؤں نے اس کی مخالفت میں آسمان سر پر اٹھالیا۔ اس کو مجذوب کی بڑ اور دیوانے کا خواب کہا گیا۔ غیر تو غیر اپنے بھی کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کی وجہ سے مخالفت پر اتر آئے۔ ان میں مولانا ابوالکلام آزاد اور حسین احمد مدنی پیش پیش تھے مولانا آزاد بہت بڑے عالم تھے لیکن ان کی سیاسی سوچ علمی بصیرت کا ساتھ نہ دے پائی۔

(از مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 8/اگست 2012ء)

23 مارچ 1940ء کی فیصلہ کن قرارداد لاہور

قائداعظم محمد علی جناح 1934ء میں انگلستان سے واپس ہندوستان تشریف لے آئے اس کے بعد قائداعظم اور ان کے مخلص ساتھیوں نے بڑے زور شور سے مسلمانان ہند کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کرنا شروع کر دیا اور ہندوستان بھر کے مسلمان اپنی مرضی سے کندھے سے کندھا ملا کر مسلم لیگ کی حمایت میں جمع ہوتے گئے اور ایک فعال قوت کی شکل اختیار کرتے گئے۔ آخر 23 مارچ 1940ء کا فیصلہ کن دن آپہنچا جب قائداعظم کی صدارت میں مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن کے خدوخال واضح کرنے کے لئے قرارداد لاہور (جسے بعد میں بجاطور پر قرارداد پاکستان کا نام دیا گیا) پیش کی گئی۔ قرارداد پاکستان کے ذریعہ گویا وطن عزیز پاکستان کی بنیاد رکھ دی گئی۔

قرارداد پاکستان کی بنیادی اہمیت اور ملی فوائد

یہ قرارداد کس طرح پاکستان کی بنیاد اور مسلمانان ہند کے لئے بے بہا فوائد اور برکات کا باعث بنی اس کے لئے اہل علم وقلم کے کچھ اہم حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ متذکرہ قرارداد کا نتیجہ پاکستان معرض وجود میں آیا۔ معروف علمی وادبی اور کہنہ مشق قلمکار ڈاکٹر محمد اجمل نیازی کے کالم بے نیازیاں کے یہ الفاظ پڑھتے ہیں۔

مارچ کی 23 تاریخ بہت اہم ہے۔ میرے خیال میں 23 مارچ 14/اگست سے بھی زیادہ اہم ہے۔ 23 مارچ 1940ء کو قرارداد پاکستان پیش کی گئی اور سات سال کے اندر 14/اگست کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔ تحریک پاکستان، تحریک آزادی بھی تھی‘‘۔

(نوائے وقت مورخہ 9 مئی 2012ء)

معروف اور قابل صحافی احسان اللہ ثاقب اپنے مضمون میں تحریر کرتے ہیں:۔

قرارداد لاہور کی تاریخی اہمیت مسلمہ ہے۔ یہ قرارداد 23 مارچ 1940ء کو لاہور کے منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں لاکھوں فرزندان اسلام نے منظور کی۔ اس قرارداد کی تاریخی اہمیت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس نے مسلمانان ہند کے لئے ایک الگ۔ آزاد خودمختار مسلم ریاست کا نصب العین متعین کیا جس کے نتیجے میں صرف سات سال اور 5 ماہ کے قلیل عرصہ میں توحید ورسالت کے پروانوں کو خود مختار وطن عزیز حاصل ہوگیا۔ یہ قرارداد مسلمانوں کے سچے جذبات اور احساسات کی آئینہ دار تھی اس کا جادو سر چڑھ کر بولا۔ جذبوں کی سچائی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگرچہ اس قرارداد میں پاکستان کا لفظ کہیں بھی استعمال نہیں کیا گیا ہے مگر اس کے باوجود اسے قرارداد لاہور کی بجائے زیادہ تر قرارداد پاکستان کا نام دیا جاتا ہے۔

آگے چل کر مضمون نگار رقمطراز ہیں:۔

قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد پشاور سے لے کر چاٹگام تک مسلم قوم آزادی حاصل کرنے کے لئے دشمن کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی۔ شہر شہر گاؤں گاؤں ہر زبان پر یہ نعرے تھے’’آزادی کا مطلب کیا۔ لاالٰہ الا اللہ۔ بن کے رہے گا پاکستان۔ لے کے رہیں گے پاکستان‘‘۔ دوسری جانب قرارداد لاہور نے ہندو قیادت کو بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا۔ مثال کے طور پر گاندھی نے مسلمانوں کے الگ وطن کے مطالبے اور تقسیم ہند کی تجویز کو ناقابل عمل قرار دیا ......مگر قائداعظم نے ہندو راہنماؤں کے اعتراضات کو رد کرتے ہوئے کہا:

’’قدرت نے پہلے ہی ہندوستان کو تقسیم کر رکھا ہے اور اس کے حصے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ہندوستان کے نقشے پر مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان پہلے ہی موجود ہیں۔ بالآخر 14/اگست 1947ء کو قرارداد لاہور نے اپنا تاریخی رنگ دکھایا جب اسلامی ریاست پاکستان آزاد دنیا کے نقشہ پر ابھری۔ (نوائے وقت مورخہ 24 مارچ 2012ء)

پہلی بار علیحدہ وطن کا مطالبہ اور ہندو پریس کا فائدہ مند پروپیگنڈا

معروف مصنف اور اہل علم ونظر مضمون نگار جناب قیوم نظامی اپنے مضمون 23 مارچ 1940ء کی قرارداد کے پس منظر میں لکھتے ہیں:۔

23 مارچ 1940ء کی قرارداد لاہور اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کی حامل ہے کہ تحریک پاکستان کے دوران بھارت کے مسلمانوں نے پہلی بار اس قرارداد کے ذریعے ایک علیحدہ وطن حاصل کرنے کا مطالبہ کیا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ایک ہی وطن میں ہندوؤں کی بالادستی میں رہنا مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہے۔ 1940ء کی قرارداد چونکہ پہلی قرارداد تھی جس میں مسلمانوں کی منزل کی نشاندہی کی گئی تھی اور جسے تاریخی شہر لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل باڈی کونسل کے اجلاس میں قائداعظم کی صدارت میں پُرجوش انداز میں منظور کیا گیا تھا لہٰذا ہر سال اس تاریخی قرارداد کی یاد منائی جاتی ہے۔ 1940ء کی قرارداد پریس میں شائع ہوئی تو اس پر پورے بھارت میں تبصرے ہوئے بیانات جاری ہوئے، کالم لکھے گئے۔ بھارت کے ہندو لیڈروں نے قرارداد لاہور کو قرارداد پاکستان کا نام دیا جسے مسلمانوں نے قبول کرلیا۔

(نوائے وقت مورخہ 23 مارچ 2012ء)

اس وقت مسلمان ایک قوم تھے

معروف مضمون نگار مصباح کوکب اپنے مضمون بعنوان 23 مارچ میں تحریر کرتی ہیں۔

23 مارچ ایک تاریخ ساز دن ہے۔ آج سے 72 برس قبل 1940ء کو منٹو پارک لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ کنونشن ہوا تھا جس کی صدارت قائداعظم نے کی تھی۔ اس وقت مسلمان ایک قوم تھے ان میں جذبہ تھا، سچی لگن تھی، عزم و ارادہ تھا، سب کی زبان پر تھا کہ لے کے رہیں گے پاکستان۔ بن کے رہے گا پاکستان اور پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔

اس وقت مسلمان پنجابی، سندھی، سرحدی، بلوچی، بنگالی یا پٹھان ہرگز نہ تھے اور نہ ہی کوئی شیعہ تھا اور نہ ہی سنی بلکہ صرف مسلمان تھے اور سب ایک تھے اور قائداعظم نے بھی مسلمانوں کو جمہوریت کے تین راہنما اصول ایمان (Faith)، اتحاد (Unity) اور نظم و ضبط (Discipline) سے روشناس کر دیا تھا اور پھر انہی راہنما اصولوں پر عمل کرتے ہوئے۔ مسلمانوں نے ایک منظّم اور متحد قوم بن کر 1940ء سے 1947ء تک جدوجہد کرتے ہوئے سات سال کے مختصر عرصہ میں علیحدہ وطن حاصل کرلیا۔ لیکن جونہی اس ملک کو بنانے والے اللہ کو پیارا ہوگئے تو ابن الوقت مصلحت آمیز اقتدار پرست وڈیرہ شاہی اور جاگیردارانہ ذہنیت نے اجارہ داری قائم کرلی۔ وہ لوگ جو شریک سفر نہ تھے انہیں نوازا گیا اور ساتھ ہی لوٹ کھسوٹ کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔

(نوائے وقت مورخہ 23 مارچ 2012ء)

جناب مجید نظامی کچھ تاریخی حقائق بیان کرتے ہیں:۔

قرارداد پاکستان منظور ہونے کے بعد سات سال کے مختصر عرصہ میں انگریزوں، ہندوؤں اور سکھوں کی مخالفت کے باوجود پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ پاکستان کے مخالفین میں مسلمان بھی تھے جن میں کانگریسی مسلمان، احراری مسلمان اور خاکسار مسلمان شامل تھے ......دو قومی نظریہ پاکستان کی بنیاد ہے یعنی ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قوم تھے اور ہیں۔

(نوائے وقت 24 مارچ 2012ء ص 6 کالم 6)

صاحب علم وفکر مصنف اور مضمون نگار جناب قیوم نظامی کے ماضی قریب میں شائع ہونے والے مضمون پنجاب میں مسلم لیگ کے ابتدائی سال سے یہ اقتباس پڑھتے ہیں۔

23 مارچ 1940ء کو مینار پاکستان لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجتماع ہوا جس میں قرارداد لاہور منظور ہوئی جسے بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے پکارا گیا۔ یہ قرارداد مسلمانوں کی تمناؤں، آرزوؤں اور تصورات کی آئینہ دار تھی

جس نے ہندوستانی تاریخ کو متاثر کیا۔ اس تاریخی قرارداد نے بھارت کے مسلمانوں کو علیحدہ شناخت اور نصب العین دیا۔

(نوائے وقت مورخہ 14 جولائی 2014ء ادارتی صفحہ)

تاریخ ساز قرارداد پاکستان کا مسودہ کس نے تیار کیا

قارئین کرام نے قرارداد لاہور کی بنیادی اہمیت اور مسلمانان ہند کے اتحاد اور ولولہ میں اس قرارداد کا مرکزی کردار جس کے نتیجہ میں آزاد وطن پاکستان کی بنیاد اور اٹھان اور عظیم عمارت استوار ہوئی کے متعلق ٹھوس حقائق پر مبنی حوالے پڑھ لئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی زبردست اور بے بہا دستاویز کس عالی دماغ اور مخلص خادم ملت کا نتیجہ فکر اور قلمی شاہکار تھا۔ شائد یہ راز کبھی بھی پوری طرح آشکار نہ ہو پاتا اگر عوامی نیشنل پارٹی کے لیڈر ولی خان اپنی کتاب Facts are Facts میں ایک اہم تاریخی دستاویز کا انکشاف نہ کرتے جو انہوں نے برطانیہ کی انڈیا آفس لائبریری میں دیکھی اور اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ کیا لیکن خود ہی یہ نتیجہ اخذ کرلیا کہ پاکستان گویا قائداعظم اور مسلم لیگ نے نہیں بنایا تھا بلکہ اس میں انگریزوں کا ہاتھ تھا۔ ولی خان کے اس بیان سے ملک میں کافی ہلچل مچ گئی۔ اس صورتحال پر فرزند پاکستان اور قائداعظم کے معتمد خاص اور سابق وزیر خارجہ پاکستان چوہدری سر محمد ظفراللہ خان نے اس زمانہ کے مشہور انگریزی اخبار پاکستان ٹائمز لاہور کی 13 فروری 1982ء کی اشاعت میں ایک مفصل واضح اور محنت طلب مضمون تحریر کیا۔ ایڈیٹر صاحب پاکستان ٹائمز نے اس مضمون کو **چوہدری ظفراللہ خان وضاحت کرتے ہیں** کے عنوان سے ایک خصوصی نوٹ کے ساتھ شائع کیا جس میں بتایا گیا کہ (ترجمہ) سر محمد ظفراللہ نے فروری 1940ء کے آخر نصف میں (وائسرائے ہند) لارڈ لنلتھگو کو جو نوٹ بھیجا تھا اس کا پس منظر اور اس وقت کے حالات کی تفصیل بیان کرنے کے لئے چوہدری صاحب نے بہت محنت اور کاوش سے کام لیا ہے۔ ولی خان نے ایک اردو مجلّہ کے ساتھ انٹرویو میں اس نوٹ پر اپنے الزامات کی بنیاد رکھی تھی۔

قارئین کرام جملہ معترضہ کے طور پر یاد آیا کہ اس حقیقت کا ڈاکٹر صفدر محمود نے بھی اپنے مخالفانہ مضمون مطبوعہ روزنامہ جنگ میں اعتراف کیا ہے کہ

تاریخ بتاتی ہے کہ جب ہندوستان کے وائسرائے لارڈ لنلتھگو نے 20 مارچ 1939ء کو یہ اعلان کیا کہ ہندوستان کو جلد ڈومینین کا درجہ دیا جائے گا یعنی آزادی دے دی جائے گی تو اس اعلان کے حوالے سے سر ظفراللہ خان نے وائسرائے کے لئے نوٹ تیار کیا جس میں مسلم لیگ اور کانگرس کے مطالبات کا تجزیہ کیا گیا تھا۔

نیز ڈاکٹر صفدر محمود کم از کم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں:

کہ اس نوٹ میں چوہدری سر محمد ظفراللہ خان نے چوہدری رحمت علی کی سکیم اور مشرق اور مغرب میں دو مسلمان مملکتوں کے قیام کا جائزہ لیا تھا۔

(روزنامہ جنگ مورخہ 27 نومبر 2011ء)

اب چوہدری سر محمد ظفراللہ خان کے متذکرہ مضمون مطبوعہ پاکستان ٹائمز (13 فروری 1982ء) کے کچھ اہم اور متعلقہ حصوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

چوہدری رحمت علی کا تجویز کردہ پاکستان

چوہدری رحمت علی نے جس پاکستان کی تجویز پیش کی اس کا بنیادی نکتہ برصغیر پاک و ہند کی مسلم اور غیر مسلم آبادی کا مکمل تبادلہ تھا تا کہ اس کی ساری کی ساری مسلم آبادی برصغیر کے شمال مغربی علاقہ میں منتقل ہو جائے اور اس علاقہ کی غیر مسلم آبادی برصغیر کے نسبتاً بڑے علاقے میں منتقل ہو جائے یہ مکمل طور پر ناقابل عمل سکیم تھی جس پر اگر عمل کرنے کی کوشش کی جاتی تو یہ اس مسلم آبادی کے لئے ناقابل بیان مصائب اور تکالیف کا موجب ہوتا جو متحدہ صوبہ جات، بہار، بنگال، آسام، اڑیسہ، وسطی صوبہ جات، مدارس، بمبئی اور شمال مغربی علاقہ سے باہر واقع ہندوستانی ریاستوں میں بس رہی تھی۔

سر محمد ظفراللہ خان کے تحریر کردہ نوٹ میں لارڈ لنلتھگو کو کوئی دخل نہیں تھا

سر محمد ظفراللہ خان تحریر کرتے ہیں:

میں اپنے اس نوٹ کی کچھ وضاحت کرتا ہوں جس کا ذکر لارڈ لنلتھگو نے 12 مارچ 1940ء کو لارڈ زٹ لینڈ (Lord Zetland) کے نام اپنے خط میں کیا تھا۔ یہ نوٹ ماہ فروری 1940ء کے آخر نصف میں تیار کیا گیا تھا اور اسے لارڈ لنلتھگو کو بروقت پہنچا دیا گیا تھا تا کہ اسے اس سرکاری (ڈاک والے) تھیلے میں شامل کرلیا جائے جو لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ والے خط سے پہلے جانا تھا۔ اس خط اور (میرے) نوٹ کے بغور مطالعے سے یہ بات کسی شک وشبہ کے بغیر واضح ہو جاتی ہے کہ یہ نوٹ میں نے ذاتی طور پر پہل کر کے خود تیار کیا تھا اور میں اس کے مندرجات کے ہر حصے کا اکیلا ذمہ دار تھا۔ لارڈ لنلتھگو کا یہ نوٹ لکھوانے سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

پاکستان سکیم اور علیحدگی کی تقسیم کا واضح فرق

حال ہی میں جس سکیم کو بھاری تعداد میں مسلمانوں کی حمایت حاصل ہوئی ہے وہ (چوہدری رحمت علی کی) پاکستان کی سکیم نہیں بلکہ وہ سکیم ہے جسے ہم ''علیحدگی کی سکیم'' کا نام دے سکتے ہیں ان دونوں سکیموں میں سب سے اہم فرق یہ ہے کہ پاکستان سکیم کا ایک لازمی جزو آبادیوں کا تبادلہ ہے جبکہ علیحدگی کی سکیم میں اس قسم کا کوئی ناممکن اور ناقابل عمل عنصر شامل نہیں۔ مختصر طور پر علیحدگی کی تقسیم یہ ہے کہ ایک شمال مشرقی فیڈریشن بنائی جائے جو بنگال اور آسام کے موجودہ صوبوں پر مشتمل ہو اور ایک شمال مغربی فیڈریشن بنائی جائے۔ جو پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بلوچستان اور سرحدی قبائلی علاقہ جات پر مشتمل ہو۔ یہ بات کم سے کم عقل والے شخص پر بھی واضح ہو جائے گی کہ جس پاکستان سکیم کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ رحمت علی والی سکیم ہے۔ جس کو اب تک پاکستان کا نام دیا جاتا ہے۔

محترم چوہدری صاحب نے اپنے تفصیلی نوٹ میں کئی حقائق بیان کرتے ہوئے اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ

جیسا کہ لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ 1940ء کے مکتوب بنام سیکرٹری آف سٹیٹ برائے انڈیا میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ میرے نوٹ کی ایک کاپی پہلے ہی قائداعظم کو بھیج دی گئی تھی۔

نوٹ کی اہمیت اور انفرادیت

چوہدری سر محمد ظفراللہ خان مزید واضح کرتے ہیں:۔

جیسا کہ میں نے واضح کیا ہے کہ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ 1940ء کے خط میں میرے جس نوٹ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اس حقیقت پر مبنی تھا کہ ہندوستان میں مسلمان ایک واضح طور پر علیحدہ قوم ہیں اور یہ کہ آئینی مسئلے کا واحد تسلی بخش اور قابل قبول حل یہ ہے کہ شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں پر مشتمل فیڈریشن قائم کی جائے اور یہ بالکل وہی مطالبہ تھا جو کچھ دنوں بعد 23 مارچ 1940ء کی مسلم لیگ کی قرارداد میں پیش کیا گیا۔ دو قومی نظریہ اور شمال مشرقی اور شمال مغربی فیڈریشنز کے قیام کی سکیم میرے نوٹ میں اتنی تفصیل اور وضاحت سے پیش کی گئی ہے جو میرے ہمعصروں یا مجھ سے پہلے لوگوں میں سے کسی کی دستاویز بیان میں قطعاً نہیں ملتی۔

کامیابی کا سہرا اول و آخر قائداعظم کے سر ہے

محترم چوہدری سر محمد ظفراللہ خان اپنے متذکرہ مضمون مطبوعہ پاکستان ٹائمز کے آخری حصہ میں حصول پاکستان کے سلسلہ میں قائداعظم کو زبردست خراج تحسین اور کریڈٹ پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

آخر میں اپنی بات یہاں پر ختم کرتا ہوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے اپنے نوٹ میں واضح طور پر شمال مشرقی اور شمال مغربی Federations کی سکیم پیش کی تھی لیکن بہرحال اس سے اس تمکنت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آتی کہ پاکستان کے حصول اور کامیابی کا کریڈٹ صرف اور صرف قائداعظم کو جاتا ہے۔

(پاکستان ٹائمز مورخہ 13 فروری 1982ء ص 4 ص 5)

قرارداد میں کیسا زبردست تصور پیش کیا گیا تھا

اب ایک نیا اور اہم حوالہ ڈاکٹر مجید نظامی کے ماضی قریب کے مضمون 3 جون 1947ء یوم نوید آزادی (مطبوعہ نوائے وقت) سے پڑھ لیجئے۔ جناب مجید نظامی متذکرہ مضمون کے آخری کالم میں قرارداد لاہور کی خصوصی اہمیت اور وسعت یوں اجاگر کرتے ہیں۔

23 مارچ 1940ء کی قرارداد لاہور میں تو یہ تصور پیش کیا گیا تھا کہ برصغیر کے شمال مغرب اور شمال مشرق کے مسلم اکثریتی علاقے مسلمانوں کی نئی آزاد مملکت کا حصہ ہوں گے اس کے تحت مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کے تمام علاقوں کے علاوہ مشرقی پنجاب ہندوستان کے مغرب میں واقع موجودہ اترپردیش کا سہارنپور ڈویژن پورے کا پورا بنگال اور آسام بشمول ہندوستان کی ریاست بہار کا ضلع پرنیا اور کشمیر بھی پاکستان کا حصہ ہونا چاہئے تھا ...... المختصر ماؤنٹ بیٹن جب متحدہ ہندوستان کے مشن کو پورا کرنے میں ناکام رہا تو اس کا انتقام اس نے قائداعظم اور مسلمانوں کو ایک کٹا پھٹا پاکستان دے کرلیا۔ اس کی اس تاریخی بددیانتی کا خمیازہ پاکستان آج بھی بھگت رہا ہے۔

(نوائے وقت مورخہ 3 جون 2014 ادارتی صفحہ)

قرارداد لاہور کے مصنف کے طور پر ایک ہی نام نمایاں رہا ہے

اگر ہم مارچ 1940ء کے بعد مختلف ادوار کا جائزہ لیں تو کبھی سینہ بہ سینہ اور کبھی اہل علم وخبر کے حوالوں سے قرارداد لاہور (بعد میں ہمیشہ کے لئے قرارداد پاکستان) کے مصنف کے طور پر چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کا نام ہی نمایاں نظر آتا ہے۔ اب اس سلسلہ میں بعض معروف اہل علم وقلم کے اہم اور واضح حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

نئی نسل کو یہ یاد دلوانا ضروری ہے

معروف علمی وادبی شخصیت اور کالم نگار محترمہ زاہدہ حنا اپنے کالم نرم گرم میں تحریر کرتی ہیں۔

یہاں نئی نسل کو یہ یاد دلوانا ضروری ہے کہ یہ وہی ظفراللہ خان تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قرارداد پاکستان کی عبارت کو تحریر کرنے والوں میں سے تھے۔ بانی پاکستان نے ان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا اور باؤنڈری کمیشن کے سامنے پاکستان کے وکیل کے طور پر پیش ہوئے۔ سلامتی کونسل میں پاکستان کی طرف سے کشمیر کا مقدمہ بھی انہوں نے لڑا تھا۔

(روزنامہ ایکسپریس 2 جون 2010ء)

چوہدری صاحب نے ہی قرارداد پاکستان کا مسودہ تیار کیا

دی نیوز انگریزی مورخہ 20 نومبر 2014ء کی اشاعت میں جرأتمند خاتون صحافی اور اینکر پرسن ثنا بچہ اپنے مضمون اقلیتی رپورٹ کے کالم نمبر 2 میں تحریر کرتی ہیں (ترجمہ) مجھے اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو بھی بھلا دیا ہے

جنہوں نے اس قرارداد کا مسودہ تیار کرنے میں مدد کی جس کے نتیجے میں ہمیں پاکستان حاصل ہوا۔ محمد ظفراللہ خان ایک احمدی تھے لیکن انہوں نے ہی قرارداد پاکستان کا مسودہ تیار کیا اور جب پاکستان اور ہندوستان کے درمیان آئندہ کی حد بندی کا فیصلہ کرنے کا موقع آیا تو انہوں نے ہی مسلم لیگ کا نقطہ نظر (حد بندی کمیشن کے سامنے۔ مترجم) پیش کیا۔ انہوں نے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کی حیثیت سے بھی وطن عزیز کی خدمات انجام دیں محمد علی جناح اپنے روشن خیالات اور کشادہ دلی کے باعث اپنے ملک کی نمائندگی اور خدمت کے لئے استحقاق اور اہلیت کی بنا پر لوگوں کا انتخاب کیا کرتے تھے نہ کہ مذہب، ذات یا عقیدہ کی وجہ سے۔

(دی نیوز مورخہ 20 نومبر 2011ء)

قرارداد لاہور کے مصنف سر ظفراللہ خان ہی تھے

اسلام آباد کی معروف نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) کے لیکچرار جناب حسین احمد اپنے مضمون مطبوعہ Daily Times (22 دسمبر 2012ء) میں تحریر کرتے ہیں (ترجمہ) یہ سر ظفراللہ خان ہی تھے جنہوں نے قرارداد لاہور کا بھی مسودہ تیار کیا تھا۔ جس میں پہلی دفعہ پاکستان کا تصور پیش کیا گیا۔ سر ظفراللہ خان کا تعلق بہرحال ...... احمدیہ فرقہ سے تھا۔ اس لئے اس سلسلہ میں ان کے کردار کو سالہا سال تک صیغہ راز میں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ حال ہی میں لارڈ لنلتھگو کی تحریر کردہ دستاویزات اور خطوط نے سر ظفراللہ خان کے کردار کی مرکزی حیثیت کو منکشف کر دیا ہے۔

(ڈیلی ٹائمز (انگریزی) مورخہ 22 دسمبر 2012ء)

ایک نقطہ پر جمع ہونے کی بنیادی دستاویز

وقیع و بے باک صحافی جناب محمد احمد اپنے تفصیلی مضمون

The Forgotten Hero

Mohammad Zafrullah Khan

مطبوعہ ڈیلی ٹائمز (مورخہ یکم ستمبر 2013ء) میں رقمطراز ہیں۔

سر ظفراللہ خان کی مسلمانان ہند کی تحریک آزادی کے لئے سب سے بڑی خدمت قرارداد لاہور (قرارداد پاکستان) کی تیاری ہے جو ہماری قومیت کے ایک نقطہ پر جمع ہونے کی بنیادی دستاویز ہے۔ قرارداد لاہور ایک وسیع البنیاد حل تھا جس میں کئی ایک Solutions کی گنجائش موجود تھی جن کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور پاسبانی کرنا تھا۔

(ڈیلی ٹائمز مورخہ یکم ستمبر 2013ء)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ 23 مارچ 1940ء کی قرارداد پاکستان کے صرف سات سال بعد اللہ تعالیٰ نے قائداعظم اور ان کے مخلص ساتھیوں کی انتھک اور بے لوث کوششوں اور کاوشوں کے نتیجہ میں مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جانے والے مسلمانان ہند کی مدد فرمائی اور 14 راگست 1947ء کو بفضل اللہ تعالیٰ پیارا پاکستان دنیا کے نقشے پر سورج کی مانند طلوع ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے اور وطن عزیز کو ہمیشہ سلامت و سرفراز رکھے۔ آمین

یہ دیس ہمارا ہے اسے ہم نے سنوارا ہے
اس کا ہر اک ذرہ ہمیں جان سے پیارا ہے
رنگ اس کو دیئے ہم نے اسے ہم نے نکھارا ہے

☆..................☆..................☆

مکرمہ صالحہ صفی صاحبہ لندن

ابتدائی ربوہ کی چند یادیں

حسن اخلاق اور مروت سے معمور معاشرہ کی برکات

میں یہ بات سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ بچپن کے معمولی واقعات بچوں پر تاعمر اثرانداز ہوتے ہیں۔ یعنی وہ بچے جنہوں نے اپنا بچپن ربوہ جیسی بستی میں گزارا ہو اور ان کی خاندانی روایات میں دیگر دینی اقدار کے علاوہ صبر و تحمل دیانت داری، مہمان نوازی اور صلہ رحمی وغیرہ جیسی صفات نمایاں ہوں۔ تو بے شمار واقعات بچوں کے ذہنوں پر نقش ہو جاتے ہیں۔ میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے والدین اور دوسرے قریبی رشتہ داروں میں ایسی صفات کو وافر پایا اور یہ باتیں مفروضے کے طور پر نہ تھیں بلکہ یہ میرے بچپن کے دل و دماغ کا آئینہ تھا۔ اس مضمون میں میں اپنے بچپن کے چند واقعات بیان کروں گی۔ جو میرے ذہن پر یوں نقش ہو گئے کہ انہوں نے میرے ساتھ ساتھ ہجرت کی اور میری ہجرت کو نہ صرف آسان بنایا بلکہ میری زندگی کے لئے ایک لائحہ عمل کا کام کیا۔

ربوہ کے کچے کوارٹر ریلوے سٹیشن کے بالکل ساتھ ہی پچھلے حصہ میں تھے۔ ہر کوارٹر میں دو کمرے اور ایک کچن تھا۔ غسل خانہ صحن کے ایک کونے میں تھا۔ سب کوارٹروں کے صحن بہت کھلے اور ہوادار تھے۔ گوکہ ان دنوں ربوہ کی ہوا مٹی اور ریت سے بھرپور تھی۔ اولین دنوں میں بعض لوگ اردگرد کے گاؤں سے پتلی لسی لایا کرتے تھے۔ فیملی کے سب ممبر اس لسی میں نمک مرچ ڈال کر روٹی کے ساتھ پیتے۔ یہ بھی یاد رہے کہ نمک بھی ان دنوں ربوہ کے ہر گھر میں موجود نہ تھا۔ یہ اہالیان ربوہ نمک کی ڈلیاں قریبی شہر چنیوٹ سے خرید کر لاتے تھے۔ اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے صحن کے سایہ دار حصہ میں جونہی کسی نے اپنی لسی کی ’’گاگر‘‘ یا ’’گڑوی‘‘ سے نمک کی ڈلی گھما کر نکالی ساتھ والے ہمسائے نے اس نغمے کی آواز سنی اور ان کے گھر کے کسی بچے نے اپنی سانجھی دیوار کے سہارے اپنی جانب سے اپنی ٹوٹی پھوٹی چارپائی کھڑی کی، پھرتی سے اس پر چڑھے اور ہمسایوں کو درخواست کی کہ ’’ذرا ڈلی ہمیں بھی دینا۔‘‘ پھر اس خوش نصیب ڈلی کو استعمال کے بعد دیوار کے اوپر سے ہی واپس کر دیا جاتا۔ بعد ازاں اس ڈلی کے محافظ اسے ایک پکی مٹی کی کٹوری میں بڑے اہتمام سے کپڑے سے ڈھانپ کر آئندہ دن کے لئے رکھ دیتے تاکہ اس پر مکھیاں نہ بیٹھ جائیں اور یہ گردوغبار سے محفوظ رہے۔

نئے اہالیان ربوہ کی مٹھاس نے اس نمکین سرزمین کو زرخیز کر دیا اور پانی کو ’’میٹھا‘‘ بنا دیا۔ کوئی بھی اسے Drinking Water کے نام سے نہ پکارتا سبھی اسے بڑے پیار سے میٹھا پانی کہتے تھے۔ ڈلی کے ذکر پر یہ بھی یاد آ گیا کہ اس وقت کپڑے دھونے والے صابن کو ’’چاکیاں‘‘ یا ’’ٹکیاں‘‘ کہا جاتا تھا۔ اصل میں یہ چاکیاں اپنے اصلی روپ میں 4 مربع انچ کے بلاک ہوتے تھے مگر استعمال ہوتے ہوتے یعنی میلے کپڑے کی رگڑیں کھاتے کھاتے یہ چھوٹی چھوٹی ٹکیوں کی صورت اختیار کر جاتے تو انہیں پھینکنے کے بجائے اکٹھا کر کے جوڑ دیا جاتا۔ یوں ہمسائے انہیں مانگنے میں زیادہ نہ ہچکچاتے اور بچے دیوار کے اوپر سے نہیں بلکہ بنفس نفیس گھر آ کر عرض کرتے کہ امی جان کہہ رہی ہیں کہ کوئی فالتو ٹکی ہے تو دے دیں۔ دھلنے والے کپڑے بہت اکٹھے ہو گئے ہیں اور پانی کی بالٹیاں بھی بھری ہوئی ہیں ماشکی بھی ابھی پانی دے کر گیا ہے۔ یہ ماشکی اتنے نحیف نظر آتے تھے کہ ہم بچے اکثر سوچا کرتے کہ پانی کی اس قدر بھاری مشک اپنی کمزور کمروں پر کیسے اٹھاتے ہوں گے۔ شاید ہی کوئی ماشکی ایسا ہوتا ہو جس کی صحت اچھی نظر آتی ہو اور اس سے بھی بڑھ کر حیرانی کی بات یہ تھی کہ یہ سب کے سب بغیر جوتیوں کے ننگے پاؤں ربوہ کی اس گرم زمین پر قدم رکھتے پھر رکھتے ہی گویا فوراً اٹھا لیتے یوں لگتا تھا وہ چلتے نہیں بلکہ ہلکی ہلکی رفتار میں دوڑ رہے ہوں۔ میں بوجہ اپنی حساس طبیعت سوچا کرتی کہ خدا کرے ان کے قدم زمین سے آدھا انچ اوپر ہی رہتے ہوں۔ گویا وہ تیر رہے ہیں۔ میں یہ بھی سوچا کرتی اور دعا بھی کرتی کہ خدا کرے ان کی کمر کے گرد بندھی مشک اپنی ساری ٹھنڈک ان کے پاؤں کے تلووں تک ترسیل کرتی رہے۔

سردیوں کا حال تو مت پوچھئے کس طرح ایڑیوں کی دراڑوں سے خون رستا تھا۔ اپنی چھوٹی عمر کے باوجود میں سوچا کرتی تھی کہ اگر میرے بچے ماشکی بنے تو میں انہیں جوتیاں ضرور لے کر دوں گی۔ قارئین شاید اسے ایک احمقانہ خیال سمجھیں مگر میرے لئے یہ حالات شدید درد کا موجب بنتے اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے میرے اندر انسانیت کی ہمدردی اور خدمت خلق کا جذبہ اجاگر ہوتا چلا جاتا۔

اس وقت میرے لئے ڈاکٹر، انجینئر یا ماشکی سب ایک جیسے باعزت پیشے تھے۔ پھر یہ بات میرے اندر زندگی بھر راسخ رہی اور میں نے زندگی بھر کسی کو اس کے پیشے کی بناء پر کمتر نہ جانا۔

ان ماشکیوں کو ربوہ میں بہشتی کہا جاتا تھا کہ پیاسوں کو پانی پلانا بہشتیوں کا ہی کام ہو سکتا ہے بعض اوقات اگر بچے انہیں ماشکی کہہ کر مخاطب ہوتے تو بڑے انہیں ٹوک دیتے کہ بہشتی کہا کرو۔

کچھ عرصہ بعد جب پانی نلوں کے ذریعے آنے لگا تو گھروں کا سماں ہی بدل جاتا۔ محلے کے سارے بچے نعرے لگاتے ’’پانی آ گیا! پانی آ گیا۔‘‘ یوں جیسے کسی کو اپنا گمشدہ اسباب اچانک مل جائے۔ پھر کیا بڑے کیا چھوٹے۔ سب کے سب بالٹیاں اٹھائے نلکوں کی طرف بھاگتے۔ ہر نل پر ایک لمبی قطار بندھ جاتی۔ یہ ایک خوشی کی لہر تھی جو پورے محلے کو اپنے حصار میں لے لیتی۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ پانی اچانک بند ہو جاتا اور نل خشک ہو جاتے۔ آخری قطرہ تک زمین بوس نہ ہونے دیا جاتا۔ بالٹی انتہائی احتیاط سے نل کے منہ سے ہٹائی جاتی کہ دوسری بالٹی پہلے سے ہی نل کے نیچے موجود ہوتی۔ پھر بعض اوقات لائن کے آخری لوگوں کی بالٹیاں خالی رہ جاتیں۔ مگر ربوہ کے لوگ بہت انصاف پسند اور حساس تھے۔ آگے والے اپنا پانی پیچھے والوں کی بالٹیوں میں انڈیلنا عین ثواب سمجھتے، یوں کوئی بھی خالی ہاتھ گھر واپس نہ لوٹتا۔

یہ اس معاشرے کے اوّلین دن تھے۔ پھر خدا تعالیٰ کے فضل کے سائے تلے دیکھتے ہی دیکھتے ایک انقلاب رونما ہونا شروع ہو گیا۔ بعض گھرانوں کے بچوں نے مغرب کی طرف پرواز کی۔ کچھ یورپ آ گئے اور کچھ نے امریکہ ہجرت کی۔ لوگوں کے پکے گھروں میں واقعی سونے کی ڈلیاں پائی جانے لگیں اور یہ سب کچھ حضرت مصلح موعود کی ان تھک کاوشوں اور بے چین دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اس پس منظر میں آپ مغربی معاشروں کے محلوں اور پڑوسیوں کو دیکھیں تو تصویر بالکل مختلف ابھرے گی۔ اکثر اوقات لوگوں کو اپنے جڑے ہوئے مکان والے ہمسایہ کے بارہ میں کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ 40 گھروں کی ہمسائیگی کی بات تو بہت دور کی بات ہے۔

(النصرت فروری تا اپریل 2012ء)

عبیداللہ علیم اور صابر ظفر

معروف صحافی جناب نذیر لغاری صاحب نے اپنے کالم ''عرض حال'' میں دو احمدی شعراء جناب عبیداللہ علیم صاحب اور جناب صابر ظفر صاحب کا ذکر کیا ہے جو قارئین ''الفضل'' کی خدمت میں پیش ہے۔

ہم سب نارتھ ناظم آباد کے بلاک آر کے ایک مکان میں جمع ہوتے۔ اس مکان کے ڈرائنگ روم کی دیواروں پر جمیل نقش کے نوک قلم کے معجزے آویزاں ہوتے تھے۔ ڈرائنگ روم میں سگریٹوں کا دھواں پھیلا رہتا تھا۔ شیشہ کے فریم میں جمیل نقش کے پین ورک سے تخلیق پانے والی تصویریں شرکائے محفل سے ہم کلام رہتی تھیں۔ 32 برس پہلے اس ملک پر آسیب کا سایہ تھا۔ ڈرائنگ روم میں موجود تمام لوگ آسیب کے اثرات کے خاتمے کے رد بلا کے وظائف پڑھتے تھے۔ یہ عبیداللہ علیم کا گھر تھا اور ہم سب یہاں الفاظ کا اعجاز دیکھتے تھے اور یہ محسوس کرتے تھے کہ الفاظ کس طاقت کے ساتھ ڈرائنگ روم کے دروازے یا کھڑکیوں یا روشندانوں سے باہر نکل کر کس جرأت اور بہادری کے ساتھ جنرل ضیاء الحق کی مطلق العنانیت سے نبرد آزما ہوتے تھے۔ یہاں ہر آنے اور جانے والوں کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ یہاں اکثر و بیشتر صابر ظفر، سلیم کوثر، انجم لاشاری، رفعت القاسمی، صغیر ملال، حسن اکبر کمال اور کئی دوسرے شعراء جمع ہوتے۔ کبھی کبھار آدھی رات کے بعد سارا شگفتہ آدھمکتی اور کہتی ''علیم بھائی دوپٹہ بس میں گر گیا۔ بمبئی ٹاؤن کے سٹاپ سے کتے پیچھے لگ گئے۔ میں نے کئی وظائف پڑھے مگر وہ بھونکتے بھونکتے میرے پیچھے چلتے رہے۔ کتوں کو رات کو میرے اس طرح گلیوں میں چلنے پر اعتراض تھا میں انہیں لاکھ سمجھاتی رہی کہ میں آوارگی نہیں کر رہی بلکہ میں لفظوں کی تلاش میں یہاں آئی ہوں مگر وہ مجھ پر اعتبار ہی نہیں کرتے تھے۔''

اس ڈرائنگ روم میں عبیداللہ علیم ایک حرف اچھالتا اور کہتا کہ آگے بڑھو اور اس حرف کو لفظ بناؤ۔ ہم سب لفظ سازی کی مشق میں شامل ہو جاتے۔ رفعت القاسمی حرف پر حرف کی گرہ لگا کر وہ حروف میری طرف بڑھا دیتے۔ میں ایک اور حرف شامل کر کے صابر ظفر کے حوالے کر دیتا۔ وہاں سے ایک اور حرف کے اضافہ کے ساتھ یہ حروف انجم لاشاری تک پہنچ جاتے۔ انجم لاشاری سارے الفاظ میں ایک حرف کا اضافہ کرتا اور سارے حرف سلیم کوثر کے پاس پہنچ جاتے۔ آگے بڑھ کر سارے حروف مل کر ایک لفظ کی تشکیل کرتے۔ پھر ایسے سارے الفاظ شعری لفظیات میں شامل ہوتے اور ہر شاعر ان الفاظ کو نئے سروں کے ساتھ نئے معانی اور مفاہیم میں برتتا تھا۔ پھر غزلیں سنائی جاتیں، پھر نظموں کا غوغا ہوتا۔ عبیداللہ علیم ایک عالم کیف و مستی میں آنکھیں بند کر لیتا اور اعلان کرتا۔

پہلا شاعر میر ہوا اور اس کے بعد ہوں میں
پہلے وہ تقدیر ہوا اور اس کے بعد ہوں میں

رات ڈھل جاتی، کبھی کبھار ڈھلتی رات کے کسی افسردہ پہر میں محسن نقوی آ جاتے۔ محسن نقوی آتے ہی مہمان شاعر ہونے کی رعایت سے پوری محفل کو اپنے حصار میں لے لیتے اور پھر ایک سے ایک غزل کا ورود ہوتا ، یوں باقاعدہ مشاعرہ شروع ہو جاتا۔ اس مشاعرے کا واحد سامع میں ہوتا تھا کیونکہ میں نہ شاعر تھا اور نہ ہی مجھے غزل سنانی ہوتی تھی۔ رات کے پچھلے پہروں میں یہ محفل ٹوٹ جاتی تھی۔ میں انجم لاشاری اور رفعت القاسمی کے ساتھ باہر آ جاتا اور ہم اپنے اپنے گھروں کی راہ لیتے۔ پھر یوں ہوا کہ عبیداللہ علیم نے دنیا چھوڑ دی۔ محسن نقوی کو قتل کر دیا گیا۔ انجم لاشاری جلدی میں تھا وہ ان سب سے پہلے چلا گیا ۔ چند روز بعد 18 مئی کو عبیداللہ علیم کی برسی ہے۔ دیکھیں اس روز اپنے یار طرح دار کو کون کون یاد کرتا ہے۔ ابھی چند روز پہلے ''گردش مرثیہ'' ہاتھ میں لئے صابر ظفر آئے۔ صابر ظفر کا 30 واں مجموعہ اس کی طویل چیخ ہے۔ امر جلیل، صابر ظفر کے مجموعوں کی تعداد کو ماہ و سال کے پیمانوں سے ناپ رہے تھے۔ مسلسل مشق سخن اور فن کی ریاضت تو کوئی صابر ظفر سے سیکھے۔ ''گردش مرثیہ'' ایک ہی بحر کی مسلسل غزل ہے۔ ظاہر ہے کہ غزل ایک ہوگی تو بحر بھی ایک ہی رہے گی۔ اس سے پہلے غزل مسلسل کا تجربہ کئی اور شاعر بھی کر چکے ہیں۔ ناصر کاظمی کی ''غم ہے یا خوشی ہے تو...... میری زندگی ہے تو'' کو کون بھول سکتا ہے۔ ناصر کاظمی اور صابر ظفر کی غزل مسلسل میں ایک بنیادی فرق ہے۔ ناصر کاظمی نے ذات اور کائنات کے مظاہر بیان کئے تھے۔ صابر ظفر نے ہمارے عہد کے سب سے بڑے المیے پر قلم اٹھایا ہے۔ گردش مرثیہ لہو لہو بلوچستان کا مرثیہ ہے۔ اس مرثیہ کے پونے چار سو سے زائد اشعار میں بلوچستان کی تاریخ ، لوک داستانوں ، جنگی کرداروں ، ماضی و حال کے سورماؤں اور ریاستی تشدد کی تمام کہانیوں کو ایک ایسے رجزیہ کا حصہ بنا دیا ہے جسے پڑھتے ہوئے قدم قدم پر جھرجھری سی آ جاتی ہے اور انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

گردش مرثیہ کا ایک اور حسن یہ ہے کہ اس میں بلوچی الفاظ اور محاوروں کا بے تکلفانہ استعمال کیا گیا ہے اور ہر صفحہ پر بلوچی الفاظ کی لغت دی گئی ہے۔ چونکہ بلوچی میری مادری زبان ہے اس لئے میں نے گردش مرثیہ کو اس کے تخلیقی آہنگ کے ساتھ پڑھا۔ صابر ظفر نے اس سے پہلے سندھی، سرائیکی، پنجابی، پشتو لفظیات، ماحول، روایات اور لوک ورثہ کو لوک شاعری کے مزاج میں گوندھ کر ہر خطے کے لوگوں کے معصومانہ اظہار کے لئے شاعری میں تخلیق کے معجزے دکھائے۔ یوں پاکستان کی تمام بڑی زبانوں اور اردو میں ایک دائمی اور مستقل تعلق پیدا کر دیا۔ صابر ظفر نے گردش مرثیہ میں بلوچی کے ساتھ ساتھ براہوی لفظیات کا بھی عمدگی سے استعمال کیا ہے۔ صابر ظفر کے بارے میں پروفیسر عبداللہ جمال دینی کہتے ہیں کہ ''صابر ظفر نے سلگتے بلوچستان کو اپنی خوبصورت شاعری کے ذریعے ہمارے موجودہ منظر نامہ میں پیش کیا ہے۔ خصوصاً بلوچی اور براہوی زبان کے الفاظ کو نہایت پُرکاری اور ہنرمندی سے اپنے خوبصورت اشعار میں سمو دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تاریخ ساز کارنامہ ہے۔ میں اسے معرکہ ہی کہوں گا۔ یقیناً ناقدین اس پر مزید آراء دیں گے۔ صابر ظفر کی بلوچستان سے محبت ہمارے لئے تحفہ ہے۔''

صابر ظفر ہمارے عہد کے بڑے شاعر ہیں۔ میں 35 سال سے ان کی شعری ریاضت کا چشم دید گواہ ہوں۔ ہم برسوں ایک ساتھ رہے۔ برسوں تک ایسا ہوتا رہا کہ صابر ظفر جب کوئی نئی غزل لکھتے تو اس کا پہلا سامع میں ہوتا تھا۔ صابر ظفر کے اشعار دھرتی کی مٹی میں گندھے ہوئے ہیں۔ کبھی کبھار جب کھلی فضا میں بارش کی پہلی پہلی بوندیں ٹپکیں تو ان بوندوں کے ٹپکنے سے مٹی سے جو خوشبو اٹھتی ہے وہ خوشبو صابر ظفر کی شاعری کا خاصہ ہے۔

جو ہے بگٹی کے قتل پر خاموش
ہم نے پیدا وہ لچہ کار کیا
چپ ہیں کیوں ہم نوا بلوچوں کے
کس نے ان کی زبان پہ بار کیا
مسخ لاشوں کو آؤ پہچانو
موت کا کس نے کاروبار کیا
آخر اس کا قصور ہی کیا تھا
کیوں، زرینہ مری کو گار کیا

(روزنامہ جنگ لاہور 16 مئی 2012ء)

(مرسلہ: مرزا خلیل احمد قمر صاحب)

ع۔ منصور

میری نانی محترمہ نصیرہ فاطمہ صاحبہ کی یادیں

جب کبھی میں اپنی نانی جان محترمہ نصیرہ فاطمہ صاحبہ کے بارے میں سوچتی ہوں تو انتہائی معصوم سا بزرگ چہرہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ ہمارے لئے تو وہ سرتاپا محبت تھیں۔

جب تک میرے نانا جان مولوی ظہور حسین صاحب مربی بخارا حیات رہے آپ ان کے ساتھ ربوہ میں مقیم رہیں۔ بچپن کی دھندلی یادوں میں ان کے گھر کا ایک منظر جو مجھے خاص طور پر یاد ہے وہ یہ ہے کہ شام میں گھر بہت سارے بچوں سے بھرا ہوتا جو نانا جان اور نانی جان سے قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن کریم پڑھنے آتے تھے۔

نانا جان کی وفات کے بعد نانی جان لاہور ہمارے پاس آ گئیں یوں ہم سب بہن بھائیوں کو اور خاص طور پر مجھے اور میری چھوٹی بہن کو نانی جان کے انتہائی قریب ایک کمرے میں رہنے کا موقع ملا۔ وہ ہمیشہ صاف ستھری رہتی تھیں۔ جن کے وجود سے ہر وقت مہک آتی تھی۔ انہیں موتیے کے پھول بہت پسند تھے۔ جب مالی صبح موتیے کے تازہ پھول اتار کر لاتا تو ہماری امی کچھ پھول باسکٹ میں ڈال کر ان کے سرہانے رکھ دیتیں جن میں سے اکثر دو پھول نانی امی اپنے کانوں میں ڈال لیتیں۔ ان دنوں نانی جان بوجہ بڑھاپے کے بستر پر بیٹھ کر ہی نماز ادا کیا کرتیں۔ ہم دونوں بہنیں بھی ان کی نقل میں ان کے ساتھ بستر پر ہی نماز پڑھتیں۔

پنجوقتہ نمازوں کے ساتھ نانی جان کو قرآن کریم سے بھی بہت محبت تھی۔ نہ صرف روزانہ تلاوت کرتیں بلکہ اپنی حفظ کی ہوئی سورتوں کو دہراتی رہتیں اور یہ فکر غالب رہتا کہ کہیں یادداشت میں کمزوری کے سبب کچھ بھول نہ جاؤں۔ پس اکثر قرآن کریم مجھے پکڑا دیتیں اور کہتیں کہ مجھ سے فلاں سورۃ سن لیں اور میں حیران ہوتی کہ نانی جان کو اتنی لمبی لمبی سورتیں کیسے یاد ہیں۔ اس زمانے میں کئی چھوٹی چھوٹی سورتیں ہمیں نانی جان نے ہی یاد کرائیں۔ مختلف جماعتی رسائل کا بھی بڑے شوق سے مطالعہ کرتیں۔ تحریر پڑھنے میں اگر دقت ہوتی تو اپنے چشمے کے ساتھ ایک Magnifying Glass کا استعمال کرتیں یا پھر ہم بچوں میں سے کسی کو کہہ دیتیں کہ ذرا یہ پڑھ کر سنا دو۔

نانی جان کے سرہانے ایک تسبیح بھی ہوتی تھی جسے وہ فارغ اوقات میں پڑھا کرتی تھیں۔ سب بچوں کی طرح ہمیں بھی کہانیاں سننے کا بے حد شوق تھا۔ لہٰذا اکثر رات کو نانی جان سے کہانی سنانے کی فرمائش کرتے اس پر نانی جان ہمیں دینی کہانیاں و انبیاء کے واقعات سناتیں پھر قل اور آیۃ الکرسی پڑھاتیں اور کہتیں کہ اب دائیں طرف کروٹ لے کر بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ انتہائی قانع خاتون تھیں۔ کبھی کسی سے کوئی خاص فرمائش کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی کسی کے بارہ میں گلے شکوے کرتے دیکھا بلکہ ہم حیران ہوا کرتے تھے کہ نانی جان کو تو غصہ آتا ہی نہیں۔ ہر وقت زبان پر جزاک اللہ اور شکریہ کے الفاظ رہتے۔ جمعے کے دن خاص اہتمام سے تیار ہوتیں اور ہمیں بھی اس دن کے حوالے سے کوئی نہ کوئی بات بتاتیں۔ آپ آخری عمر تک پردے کی انتہائی پابند رہیں۔ بعض اوقات ان کے بچے کہتے کہ اب آپ کے لئے پردے میں چھوٹ ہے مگر وہ بڑے اصرار کے ساتھ برقع پہنتی رہیں۔

حضرت مصلح موعود کا یہ شعر پڑھتیں۔

ہے حکم تمہیں گھر جانے کا اور ہم کو ابھی کچھ ٹھہرنے کا
تم ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ ہم پیچھے پیچھے آتے ہیں

آپ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بذریعہ خط اپنی نماز جنازہ پڑھوانے کا وعدہ بھی لے لیا تھا لہٰذا 28 جنوری 1994ء کو آپ کی وفات کے بعد حضور نے خطبہ جمعہ کے بعد آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''ماشاءاللہ بڑی بزرگ اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی خاتون تھیں'' اور آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں آپ کو جگہ دے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

مکرم ملک محمد افضل فہیم صاحب استاد جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ شکیلہ عامر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اشرف عامر صاحب اسلام آباد عرصہ دراز سے بعارضہ قلب بیمار چلی آ رہی ہیں۔ نظر پر بھی گہرا اثر ہے۔ دائیں آنکھ کا آپریشن ہوا ہے۔ جس کے بعد کمزوری بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ شافی مطلق خدا محض اپنے فضل سے ہمشیرہ محترمہ کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم منظور احمد خاں صاحب دارالعلوم غربی خلیل ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری اہلیہ مکرمہ طاہرہ منظور صاحبہ کچھ عرصہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار چلی آ رہی تھیں۔ ایک ہفتہ قبل ان کی حالت زیادہ خراب ہوگئی تھی۔ پھیپھڑوں اور خون میں شدید انفیکشن ہے۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے CCU میں زیر علاج ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ مسلسل آکسیجن لگی ہوئی ہے۔ نالی کے ذریعہ بھی خوراک دینے میں مشکل ہو رہی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم مظہر احمد صاحب محلہ طاہر آباد جنوبی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ محترمہ نسیم اختر صاحبہ مورخہ 18 مارچ 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اسی دن عصر کی نماز کے بعد محلہ کی بیت الذکر میں مکرم سعید احمد قریشی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ماسٹر محمد اختر جاوید صاحب صدر محلہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے سوگواران میں خاکسار کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ مرحومہ نہایت صابر خاتون تھیں۔ دوسروں کی ہمدرد تھیں۔ بچوں کی اچھی تربیت کی تھی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سوئمنگ پول کا آغاز

مورخہ 22۔ اپریل 2015ء سے سوئمنگ پول ربوہ میں بعد از نماز عصر باقاعدہ سوئمنگ شفٹیں شروع ہوچکی ہیں۔ تمام خدام، اطفال اور انصار سے استفادہ کی درخواست ہے۔ ممبر شپ فارم سوئمنگ پول اور ایوان قدوس (دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی) ربوہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

ولادت

مکرم محسن رضا بھٹی صاحب کارکن نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو پانچ بیٹیوں کے بعد مورخہ 6/اپریل 2015ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام تحسین احمد عمران تجویز ہوا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری حبیب اللہ چٹھہ صاحب چک 40 جنوبی ضلع سرگودھا کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے نومولود کو نیک، صالح، خلافت کا جاں نثار اور ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

نکاح

مکرم ظفر اقبال صاحب ہیملٹن اونٹاریو کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی محترمہ ماہ رخ ظفر صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم رضوان احمد صاحب ابن مکرم داد بخش صاحب مرحوم کے ساتھ مورخہ 25۔ اپریل 2015ء کو مبلغ 10 ہزار کینیڈین ڈالر زحق مہر پر مکرم آصف اویس احمد صاحب مربی سلسلہ نے فیصل آباد میں کیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم میاں محمد سلیمان صاحب دارالعلوم غربی خلیل ربوہ ابن مکرم میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے خالہ زاد بھائی مکرم کاشف حسین صاحب بلوچ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 30/اپریل 2015ء کو محض اپنے فضل وکرم سے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم قمر حسین صاحب بلوچ کا پوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام سلمان حسین رکھا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی عطا فرمائے اور بچہ کو جماعت اور خاندان کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ کا شیڈیول

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ سال 2015ء کیلئے داخلہ فارم یکم اپریل تا 20 مئی 2015ء مدرسۃ الحفظ سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ داخلہ فارم مکمل کرنے کے بعد مدرسۃ الحفظ میں جمع کروانے کی آخری تاریخ 20 مئی 2015ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد کوئی فارم وصول نہیں کیا جائے گا۔ نامکمل فارم پر کارروائی ممکن نہیں ہوگی۔ داخلہ فارم حاصل کرنے اور واپس جمع کروانے کا وقت صبح 7:30 تا 12 بجے ہے۔ تمام احباب سے گزارش ہے کہ مقررہ اوقات میں تشریف لائیں۔ فارم کے ہمراہ مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ لف کریں۔

1۔ برتھ سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی (انٹرویو کے وقت اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہے)

2۔ پرائمری پاس سرزلٹ کارڈ کی فوٹو کاپی (انٹرویو کے وقت اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہے)

نوٹ: فارم پر صدر/امیر جماعت کی تصدیق ضروری ہے۔

اہلیت:

1۔ امیدوار کیلئے ضروری ہے کہ 31 مئی 2015ء تک اس کی عمر 12 سال سے زائد نہ ہو۔

2۔ امیدوار پرائمری پاس ہو۔

3۔ امیدوار نے قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ مکمل پڑھا ہو۔

انٹرویو

1۔ ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 6 جون کو صبح 5:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

2۔ بیرون ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 7، 8 جون کو صبح 5:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

انٹرویو کیلئے امیدواران کی لسٹ مورخہ 5 جون کو دارالضیافت کے استقبالیہ میں اور مدرسۃ الحفظ کے گیٹ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تمام امیدواران سے درخواست ہے کہ انٹرویو کے لئے آنے سے قبل فائنل لسٹ میں اپنا نام اور وقت چیک کر کے مقررہ وقت پر تشریف لائیں۔

عارضی لسٹ اور کامیاب امیدواران

کامیاب امیدواران کی عارضی لسٹ مورخہ 10 جون 2015ء کو صبح 9 بجے مدرسۃ الحفظ اور نظارت تعلیم کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ مورخہ 11 جون 2015ء کامیاب امیدواران کے والدین سے اجتماعی میٹنگ ہوگی۔

تدریس کا آغاز

تدریس کا آغاز مورخہ 24/اگست 2015ء بروز سوموار سے ہوگا۔ حتمی داخلہ 31 دسمبر کے بعد تسلی بخش تدریسی کارکردگی پر دیا جائے گا۔

نوٹ: انٹرویو کیلئے قواعد پر پورا اترنے والے امیدواران کو علیحدہ سے کوئی اطلاع نہیں بھجوائی جائے گی۔

جو احباب اپنے بچوں کو داخل کروانے کے خواہشمند ہیں وہ ابھی سے اپنے بچوں کو روزانہ آدھا پارہ تلاوت کی عادت ڈالیں اور آخری پارے سے حفظ کروانا شروع کروادیں۔

مدرسۃ الحفظ۔ شکور پارک نزد نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

پوسٹ کوڈ: 35460 فون: 047-6213322

(پرنسپل مدرسۃ الحفظ ربوہ)

نکاح

مکرم رانا عمران خان صاحب باب الابواب شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بھائی مکرم رانا عبدالسمیع صاحب ولد مکرم رانا عبدالخالق صاحب باب الابواب شرقی حال مقیم جرمنی کے نکاح کا اعلان مکرمہ عشرت ستارہ صاحبہ بنت مکرم مظفر احمد صاحب کے ساتھ مبلغ 2 ہزار یورو حق مہر پر مورخہ 18/اپریل 2015ء کو بعد از نماز ظہر بیت مبارک میں مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے کیا۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد جج صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے سندھ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

مکرم خالد محمود صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے لاہور کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

مکرم احمد حبیب صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع فیصل آباد کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20،15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

12 مئی 2015ء

12:40 am	صومالیہ سروس
1:10 am	سیرت حضرت مسیح موعود
1:30 am	راہ ہدیٰ
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 2009ء
4:00 am	Marvellous Marble
4:35 am	سیرت حضرت مسیح موعود
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم
5:30 am	درس حدیث
5:40 am	الترتیل
6:10 am	سڈنی میں استقبالیہ تقریب
7:25 am	کڈز ٹائم
8:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 2009ء
9:00 am	سیرت حضرت مسیح موعود
9:25 am	طب وصحت
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:15 am	درس ملفوظات
11:25 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	گلشن وقف نو
1:10 pm	آؤ اردو سیکھیں
1:30 pm	آرٹ کلاس
2:00 pm	سوال وجواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015ء (سندھی ترجمہ)
5:10 pm	تلاوت قرآن کریم
5:15 pm	درس ملفوظات
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	فیتھ میٹرز
7:05 pm	Shotter Shondhane
8:05 pm	سپینش سروس
8:35 pm	نور مصطفویؐ
9:00 pm	آؤ اردو سیکھیں
9:20 pm	پاکستان نیشنل اسمبلی
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	گلشن وقف نو

13 مئی 2015ء

12:35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015ء (عربی ترجمہ)
1:40 am	آؤ اردو سیکھیں
2:00 am	پاکستان نیشنل اسمبلی
3:00 am	فیتھ میٹرز
4:10 am	سوال وجواب
5:15 am	عالمی خبریں
5:40 am	تلاوت قرآن کریم
5:50 am	یسرنا القرآن
6:20 am	گلشن وقف نو
7:30 am	نور مصطفویؐ
8:00 am	آؤ اردو سیکھیں
8:20 am	سٹوری ٹائم
9:10 am	مسلمان سائنسدان
9:25 am	آرٹ کلاس
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:15 am	درس حدیث
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے 31۔اگست 2013ء
1:55 pm	سوال وجواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015ء (سواحیلی ترجمہ)
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم
5:20 pm	الترتیل
5:50 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 2009ء
7:00 pm	Shotter Shondhane
8:05 pm	دینی وفقہی مسائل
8:45 pm	کڈز ٹائم
9:20 pm	فیتھ میٹرز
10:05 pm	الترتیل
10:40 pm	عالمی خبریں
11:05 pm	جلسہ سالانہ یوکے

14 مئی 2015ء

12:50 am	فرنچ سروس
1:55 am	دینی وفقہی مسائل
2:30 am	کڈز ٹائم
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 2009ء
4:00 am	انتخاب سخن
5:10 am	عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم
5:45 am	الترتیل
6:15 am	جلسہ سالانہ یوکے
8:00 am	دینی وفقہی مسائل
8:45 am	فیتھ میٹرز
9:50 am	لقاء مع العرب
11:05 am	تلاوت قرآن کریم
11:15 am	یسرنا القرآن
11:55 am	Brisbane میں استقبالیہ تقریب
1:15 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:15 pm	ترجمۃ القرآن
3:20 pm	انڈونیشین سروس
4:35 pm	جاپانی سروس
5:15 pm	تلاوت قرآن کریم
5:25 pm	یسرنا القرآن
6:25 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:25 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015ء (بنگلہ ترجمہ)
8:30 pm	آؤ اردو سیکھیں
8:50 pm	خلافت احمدیہ سال بہ سال
9:15 pm	Persian Service
9:50 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
10:55 pm	یسرنا القرآن
11:20 pm	عالمی خبریں
11:40 pm	Brisbane میں استقبالیہ تقریب

کوٹھی برائے فروخت

نئی تعمیر شدہ کوٹھی برقبہ 1 کنال قطعہ نمبر 29/04 واقع دارالصدر غربی قمر ربوہ برائے فروخت ہے

رابطہ نمبر: 0345-6363006

0049-17664907104

WARDA فیبرکس

تبدیلی آ نہیں رہی تبدیلی آگئی ہے لان ھی لان

کرینکل شفون دوپٹہ 4P 950/- کلاسک لان 3P 750/- ڈیزائنر لان شرٹ پیلس 400/450

چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ 0333-6711362

خوشخبری، عید آفر

کرینکل شفون دوپٹہ 4P 900/=

کلاسک لان 3P 750/=

فردوس۔کرسٹل اتحاد 1400/=

مردانہ سوٹ 600/=

لہنگا، برائڈل سوٹ، اور بوتیک ورائٹی انتہائی کم ریٹ پر حاصل کریں۔

ورلڈ فیبرکس ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ

0476-213155

نورتن جیولرز ربوہ

فون گھر 047-6211971 فون 6214214 دکان 6216216

ربوہ کی مشہور دوکان

عباس شوز اینڈ کھسہ ہاؤس

لیڈیز، بچگانہ، مردانہ کھسوں کی ورائٹی نیز لیڈیز کولا پوری چپل اور مردانہ پشاوری چپل دستیاب ہے۔

اقصیٰ چوک ربوہ: 0334-6202486

ربوہ میں پہلی مرتبہ، تمام برانڈ کی لان

الکرم، گل احمد، ثناء سفی ناز، عاصم جوفہ، کریسنٹ، کھڈی، جوبلی، نشاط، H.S.Y پرنٹ، ڈیزائنر لان

نیو زاہد کلاتھ اینڈ بوتیک

رابطہ نمبر: 0333-9793375

ربوہ میں طلوع وغروب 7 مئی

طلوع فجر	3:47
طلوع آفتاب	5:16
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	6:55

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

7 مئی 2015ء

6:15 am	جلسہ سالانہ جرمنی
7:20 am	دینی وفقہی مسائل
9:50 am	لقاء مع العرب
2:00 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
9:40 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
11:30 pm	الحوار المباشر Live

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی

لاہور، اسلام آباد، ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی وکمنی زمین خرید وفروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338

بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر 6212764

گھر: 6211379 موبائل 0300-7715840

ہو تیرا ہی فضل خدایا

امپورٹڈ کاسمیٹکس۔پرفیوم لیڈیز بیگ۔جیولری کیلئے

ڈسکاؤنٹ مارٹ ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

فون نمبر: 0333-9853345

سپیڈ اپ کارگو سروسز

مناسب ریٹ تیز ترین سروس

Fedex اور DHL کی سہولت

پورے پاکستان سے سامان پک کرنے کی سہولت

عوام کی سہولت کے لئے ہر اتوار کو بھی کھلا رہے گا

پروپرائیٹر: چوہدری محمد اجمل شاہد 047-6214269

مسرور پلازہ اقصیٰ چوک ربوہ 0310-7968200

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس

ورکشاپ کی سہولت۔گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت

نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ

عزیز اللہ سیال

047-6214971

0301-7967126

FR-10